آخری قسط　رؤیت ہلال کمیٹی کادائرہ عمل وشرعی جائزہ

مولانا مفتی عظمت اللہ بنوی

مفتی ومدرّس جامعہ المرکز الاسلامی پاکستان (بنوں)

ذیلی عنوانات

(۱) رؤیت ہلال کمیٹی کے اعلان پر عمل جائز ہے یانہیں
(۲) رؤیت ہلال کمیٹی کا اعلان پورے ملک کے لئے قابل عمل ہے
(۳) رؤیت ہلال کمیٹی کادائرہ عمل
(۴) سعودی عرب اور افغانستان کے اعلان پر پاکستان عمل پیرا کیوں نہیں ہوتے؟
(۵) کیا شہر میں رؤیت کا ثبوت دیہات والوں کے لئے موجب عمل ہے یانہیں
(۶) چاند دیکھنے میں دیہات والوں کا حکم
(۷) معتمد علیہ عالم کے فیصلہ کا اعتبار
(۸) کیا مسلمان حکمران قضاۃ کے حکم میں ہے یانہیں؟ اور کیا ان کا حکم مسلمانوں پر لازم ہے یانہیں

اس بارے میں مفتی محمود(۱) تحریر فرماتے ہیں:

رویت ہلال کمیٹی کی شرعاً حیثیت یہ ہے کہ: اس کا فیصلہ صوم، وافطار کے متعلق اپنی حدود ولایت میں قابل قبول، اور نافذ العمل ہوتا ہے۔ بشرطیکہ رؤیت ہلال کمیٹی کے ارکان معتمد علماء میں سے ہوں جوشہادت کی شرعی حیثیت سے واقفیت کے ساتھ اس کے تمام شرائط کی کماحقہ رعایت رکھتے ہوں۔ تو ایسی کمیٹی اگر شہری ہو تو پورے شہر میں، ضلعی ہو تو پورے ضلع میں، صوبائی ہو تو پورے صوبہ میں، اور مرکزی ہو تو پورے ملک میں اس کا فیصلہ متعلقہ صوم، افطار واجب العمل ہوگا۔ (فتاویٰ مفتی محمود، ۳۷۰ ص:۴۳۶)

اور احسن الفتاویٰ میں مذکور ہے۔ اولاً دو مقدمے سمجھ لئے جائیں:

(۱) ہر مرد وعورت، عالم وجاہل، شہری وبدوی تک شہادت ہلال الفطر پہنچانا ہی ضروری ہے اور نہ ہی یہ ممکن ہے، اس لئے شہادت صرف قاضی کے پاس ہوتی ہے، بعدہ ثبوت ہلال کا اعلان خبر واحد، یا ضرب طبل وغیرہ کے ذریعہ مصر کے گرد ونواح میں کیا جاتا ہے، یہی چیز عوام وخواص کے لئے دال علیٰ ثبوت الهلال ہونے کی وجہ سے موجب عمل ہے۔

(۲) ایک قاضی کے فیصلہ کی خبر محض (بلا شروط شهادت علی القضاء) دوسرے قاضی کے لئے موجب عمل بلکہ مجوز عمل نہیں۔

ان دونوں مقدموں سے بطورِ نتیجہ قانون کلی طرداً وعکساً یہ حاصل ہوتا ہے کہ: ہر قاضی کا فیصلہ صرف اس کی ولایت تک بذریعہ مدافع، طبول اور ریڈیو وغیرہ (بشرائط مذکورہ) نشر کیا جاسکتا ہے اور سامعین کے لئے موجب عمل ہے، حکومت مرکزی پاکستان کی ولایت عامہ ہے، لہٰذا اگر مرکزی حکومت نے کسی معتبر ہلال کمیٹی کے علماء سے فیصلہ کروا کر نشر کیا تو یہ فیصلہ سارے پاکستان کیلئے موجب ہوگا، بشرطیکہ ریڈیو خاص ضابط کے تحت ہو۔

وثانیها ۔أنه لایلزم أهل بلدر ؤیة غیرهم، إلا أن یثبت ذلک عند الأمام الأعظم فیلزم الناس کلهم،لأن البلاد فی حقه کالبلد الواحد إذ حکمه نافذ فی الجمیع قاله إبن الماجشون (أحسن الفتاوی، ج: ۴ ص: ۴۵۶۔۴۵۷)۔(نیل الأوطار ج: ۴ ص: ۴۱۸)۔

رؤیت ہلال کمیٹی کے فیصلے کی شرعی حیثیت کے بارے میں فتاویٰ حقانیہ میں مذکور ہے کہ رؤیت ہلال کمیٹی جو با اعتماد علمی اشخاص پر مشتمل ہو، تو ایسی کمیٹی کے اعلان کو ساقط اعتبار کہنا دانشمندی نہیں، یہ الگ بات ہے کہ بعض انتظامی کمزوریوں کی وجہ سے ان کا اعلان عموماً غلط فہمی کا شکار ہوتا ہے، اگر حکومت اس کے سدِّ باب کے لئے کوشش کر کے علاقائی علماء کے لئے کوئی قاعدہ وقانون بنائے کہ علاقائی کمیٹی صوبائی کمیٹی کو مطلع کر لیا کریں اور اسی طرح سے صوبائی کمیٹی مرکزی کمیٹی کو مطلع کریں۔ تاہم جہاں کہیں علاقائی اعلان اگر شرعی تقاضوں کو مدنظر رکھ کر کیا جائے تو رؤیت ہلال کمیٹی کے اعلان نہ ہونے کے باوجود علاقائی علماء کے فیصلہ کا پابند رہنا ضروری ہے۔ (حقانیہ، ج:۴، ص:۱۳۱)

وفی الهندیة :"الفصل الثانی فی العمل بخبر الواحد فی المعاملات" یقبل قول الواحد فی المعاملات ،عدلاً کان أو فاسقاً ،حُرًّا کان أوعبداً،ذکراً کان أوأنثی ،مسلماً کان أوکافراً دفعاً للحرج والضرورة ، ومن المعاملات ألوکالات ،والمضاربات، والرسالات فی الهدایا،والأذن فی التجارات کذا فی الکافی وإذا صح قول الواحد فی أخبارالمعاملات عدلاًکان أوغیر عدل فلابد فی ذلک من تغلیب رایة فیه ان أخبره صادق،فأن غلب علی رأیه ذلک عمل علیه و إلافلا کذا فی السراج الوهاج ۔(فتاویٰ حقّانیه ،ج: ۴ ص: ۱۳۱)۔

(ا): رؤیت ہلال کمیٹی کے اعلان پر عمل جائز ہے یا نہیں:

رؤیت ہلال کمیٹی کے اعلان پر عمل جائز ہے یا نہیں سو اس بارے میں حضرت مفتی محمودؒ فرماتے ہیں۔

اگر رؤیت ہلال کیلئے باقاعدہ حکومت کی جانب سے علماء کی مجلس مقرر ہو اور وہ اپنے شہروں میں باقاعدہ شہادت لے کر فیصلہ دیدیں، اور اس کا اعلان ریڈیو اسٹیشن سے نشر کر دیں، تو دوسرے شہروں میں تو یہ ظاہر ہے کہ وہ شہادت کی حیثیت نہیں رکھتا، لیکن جس طرح ایک شہر اور اس کے مضافات میں ضرب طبل ،صوت مدافع ،تعلیق القنادیل علی المنائر کو علامات دالّة علی الشهادت ٹھرا کر شہر اور مضافات والوں کے لئے حجت اور موجب عمل قرار کیا گیا ہے کما فی منحة الخالق علی البحر الرائق (شامی)

اسی طرح اس اعلان کو بھی بمنزلہ علامت علی الشهادت قرار دے کر سننے والوں کے لئے حجت قرار دیا جائے گا۔ پس یہ فیصلہ واعلان سارے پاکستان کے لئے موجب عمل ہوگا۔ بشرطیکہ ریڈیو خاص ضابطہ کے تحت ہو، چنانچہ نیل الأوطار میں مذکور ہے:

(بحوالہ فتاویٰ مفتی محمود '۲'، ۳۷۰ ۴۳۹_۴۴۰)

وثانيها۔أنه لا يلزمه أهل بلدة رؤية غيرهم،الأأن يثبت ذلک عندالأمام الأعظم فيلزم الناس كلهم۔(نيل الأوطار، ج ۴ ص:۲۱۸۔

(۲) : رؤیت ہلال کمیٹی کا اعلان پورے ملک کے لئے قابل عمل ہے:

اس بارے میں ''خیر الفتاویٰ'' میں مذکور ہے:

مرکزی رؤیت ہلال کمیٹی کا فیصلہ پاکستان کے ہر شہر کے لئے قابل عمل ہے۔مزید توثیق کے لئے اپنے طور پر بھی شہادتیں لینے کا انتظام کر لیا جاوے تو بہتر ہے۔(خیر الفتاویٰ، ج ۴ ص ۷۷)

لیکن حضرت مفتی محمود کے فتاویٰ میں مذکور ہے۔اماعدم عمل علماء بر اعلان ریڈیو مملکت پاکستان ازیں وجہ است کہ اوّلاً موجودہ رؤیت ہلال کمیٹی پاکستان بر جماعت معتمد علماء مشتمل نیست، ثانیاً۔فیصلہ تحت احکام شرع نہ کنند وشہادت بطریق شرعی نمی گیرند، ازیں وجہ کمیٹی موجودہ علماء را اعتماد نیست، ودر فیصلہ علماء تصریح است کہ ثبوت ہلال صوم وفطر روبروئے جماعت علماء مجاز تحت اُحکام شرع شود پس اعلان اواز جانب حاکم مجاز در ریڈیو شود، او موجب عمل است (فتاویٰ مفتی محمود، ج ۳ ص:۴۳۱)

(۳) : رؤیت ہلال کمیٹی کا دائرہ عمل:

حضرت مفتی محمد شفیعؒ نے ضبط شہادت کی تین صورتیں بیان کی ہیں، جن کو ماقبل میں ذکر کیا گیا۔تینوں صورتوں میں سے صرف آخری صورت میں مشکل پیش آسکتی ہے۔اب اس میں کوئی سہولت نکل سکتی ہے یا نہیں؟ اور رویت ہلال کمیٹی کا دائرہ عمل کس حد تک وسیع ہے؟

چنانچہ حضرت محمد شفیع دیوبندیؒ رقم طراز ہیں: ضابط شہادت میں عملی اور انتظامی طور پر اگر کوئی مشکل پیش آسکتی ہے تو وہ صرف آخری صورت '' یعنی شهادت علی القضاء''میں ہے کہ اس میں ایک شہر کی ذیلی کمیٹی کے فیصلہ کو مرکزی کمیٹی تک پہنچانے کے لئے دو گواہوں کا وہاں جانا ضروری ہے، جو اگرچہ ہوائی جہاز کے دور میں کچھ مشکل نہیں تاہم ایک مشقت سے خالی نہیں۔اس دشواری کا حل تلاش کرنے کے لئے مندرجہ ذیل علماء(مفتی محمد شفیع، مولانا ظفر احمد عثمانیؒ ،حضرت مولانا محمد یوسف بنوریؒ ، مفتی رشید احمد لدھیانویؒ) کے اجتماع میں غور کیا گیا کہ یہ شهادت علی القضاء کس حد تک ضروری ہے، اور آیا اس میں کوئی سہولت نکل سکتی ہے یا نہیں؟

مذاہب اربعہ، اور جمہور علماء کی کتابوں کا مطالعہ کرنے سے یہ علماء اس نتیجہ پر پہنچے کہ اصولی طور پر تو ذیلی ہلال کمیٹی کا فیصلہ مرکزی ہلال کمیٹی کے لئے اس وقت قابل تنفیذ ہو سکتا ہے جب کہ وہ فیصلہ دوسرے قاضی کے پاس شرعی شہادت کے ساتھ دو گواہ لے کر پہنچیں، صرف

ٹیلیفون، وغیرہ پر اس کی خبر دینا کافی نہیں، جمہور فقہاء امت، حنفیہ، شافعیہ، مالکیہ، حنبلیہ کا اصل مذہب یہی ہے۔

ہدایہ، کتاب ''الام امام شافعیؒ'' علامہ ابن قدامہ حنبلی، وغیرہ میں اس کی تصریحات درج ہیں۔

اس لئے بہتر تو یہی ہے کہ حکومت اس اصول کے مطابق کوئی انتظام کرے، لیکن علماء کے اس اجتماع میں اس پر غور کیا گیا کہ اگر حکومت اس میں دشواریاں محسوس کرے، تو کوئی دوسری صورت بھی ہوسکتی ہے یا نہیں؟ غور وفکر کے بعد متفقہ طور پر اس کا ایک حل یہ نکالا گیا کہ حکومت ہر بڑے شہر میں ذیلی کمیٹیاں قائم کرے، ان میں سے ہر ایک میں کچھ ایسے مستند علماء کو ضرور لیا جائے جو شرعی ضابطۂ شہادت کا تجربہ رکھتے ہیں، اور ہر ذیلی کمیٹی کا کام صرف شہادت مہیا کرنا نہ ہو، بلکہ اس کو فیصلہ کرنے کا اختیار دیا جائے (یعنی اسے پورے ملک کیلئے فیصلے کا اختیار دیا جائے) یہ ذیلی کمیٹی اگر باقاعدہ شہادتیں لے کر کوئی فیصلہ کر دیتی ہے تو فیصلہ شہادت کی بنیاد پر ہو چکا، اب صرف اعلان باقی ہے اس کے لئے شہادت ضروری نہیں، بلکہ ذیلی کمیٹی کا کوئی ذمہ دار آدمی مرکزی کمیٹی کو ٹیلیفون پر محتاط طور پر جس میں کسی مداخلت کا خطرہ نہ رہے ذیلی کمیٹی کے اس فیصلہ کی اطلاع دے دیں، اور مرکزی کمیٹی اس صورت میں اس کو اپنا فیصلہ کہہ کر نہیں بلکہ ذیلی کمیٹی کا فیصلہ بتلا کر اس طرح نشر کرے کہ مرکزی کمیٹی کے سامنے اگرچہ کوئی شہادت نہیں آئی، لیکن فلاں ذیلی کمیٹی نے ''جس میں فلاں فلاں علماء شریک ہیں'' شہادت کی بنیاد پر یہ فیصلہ کیا ہے، ہم اس فیصلہ پر اعتماد کر کے اعلان کر رہے ہیں۔ اس صورت میں مرکزی کمیٹی کا یہ اعلان ٹیلیفون سے آئی ہوئی اطلاع پر درست ہوسکتا ہے (جواہر الفقہ، ج:۱ ص:۴۰۲،۴۰۳)

(۴) : سعودی عرب اور افغانستان کے اعلان پر پاکستانی عمل پیرا کیوں نہیں ہوتے؟

اس بارے میں فتاویٰ محمودیہ میں مذکور ہے:

در فیصلہ علماء در احسن الفتاویٰ ایں طور نوشتہ است کہ: مجلس نے یہ بھی طے کیا ہے کہ (اگر جماعت علماء مجاز کے سامنے احکامِ شرع کے تحت ہلال صوم یا فطر ثابت ہو جائے اور اس کا اعلان حاکمِ مجاز کی طرف سے ہو تو اسکے حدود ولایت میں سب کو اس پر عمل کرنا لازم ہوگا) وعمل علماء پاکستان مخالف ایں فیصلہ نیست زیرآنکہ مملکت پاکستان در حدود ولایتِ شاہِ افغانستان داخل نیست ازیں وجہ علانِ ریڈیو مملکت افغانستان موجب عمل برائے پاکستان نہ باشد (حسب فیصلہ مذکورہ، فتاویٰ مفتی محمود: ج:۳ ص:۴۳۱)

اور احسن الفتاویٰ میں مذکور ہے:

اوّلاً: سعودی عرب میں رؤیت ہلال کی خبر کا حدِ استفاضہ کو پہنچنا محلِ تامل ہے۔

ثانیاً: حکومت سعودیہ میں رؤیت ہلال کا فیصلہ مسلک حنفیہ کے خلاف ہونے کے علاوہ بداہت کے بھی خلاف ہوتا ہے اس لئے وہ پاکستان کیلئے حجت نہیں حنفیہ کے ہاں بحالتِ صحو (جب خلاء غبار آلود نہ ہو) تو جمِ عظیم کی رؤیت شرط ہے، مگر حکومتِ سعودیہ میں بہر کیف رمضان کے لئے خبر واحد اور شوال وذی الحجہ کے لئے شہادۃ العدلین پر فیصلہ کر دیا جاتا ہے۔ (احسن الفتاویٰ، کتاب الصوم، ج:۴ ص۴۱۶۔

وھکذا قال ''الشیخ مفتی محمد تقی عثمانی'' فی اثناء الدرس، ماضبطہ بعض تلامذۃ)

(۵) : کیا شہر میں رویت کا ثبوت دیہات والوں کے لئے موجب عمل ہے یا نہیں:

"زبدة المقال فی رؤية الهلال" میں مذکور ہے۔

ولهذاوجب العمل على اهل الرساتيق الملحقة بالمصراذابلغ اليهم خبر ثبوت الشهرفي المصربطرق موثق كان بلغهم نداء مناد من قبل المحكمة ،أو جاء اليهم رجل عدل حتى لو سمعوا صوت الموجب لغلبة الظن لزمهم العمل فى الصوم، والفطر،فخبرالراديو بحكم الحاكم لايكون أقل من هذه الأمارات بحال وهوفي الحقيقة نداء منادمن جانب الحاكم وهو معتبر،(خبر منادى السلطان مقبول عد لاًكان،أو فاسقاكذا فى جواهر الأخلاطى)

(فتاویٰ عالمگیری ،ج: ۵ ص ۳۰۹ المكتبة الرشيد كوئٹه۔)

ولمالم يكن فى الزمان السابق ايجاد مثل الراديو ليكون و سيلةً إلى وصول حكم الحاكم فى ولايتهااقتصروا فى بيان هذه المسئلة على الذرائع التى قد كانت هناك.حتىٰ قال العلامة الشامى فى منحة الخالق على البحر الرائق مانصه(منحةالخالق على البحرالرائق كتاب الصوم،ج :۲ص:۲۷۰،ايچ ايم سعيد كمپنى كراچى،ومكتبه رشيد يه ج:۲ ص ۴۷۲)۔

لم يذكرواعندنا العمل بالامارات الظاهرة الدالة على ثبوت الشهر كضرب المدافع فى زماننا، والظاهروجوب العمل بها على من سمعها ممن كان غائباعن المصر كأهل القرى ونحوها كمايجب العمل بها على أهل المصر الذين لم يرواالحاكم قبل شهادة الشهود۔

(زبدة المقال،مأخوذاز فتاوىٰ مفتى محمود: ج: ۳ ص: ۳۵۷)

جو عبارت ماقبل میں ذکر کی گئی اس سے یہ معلوم ہوتا کہ: اگر شہر میں رویت ہلال کا ثبوت ہو جائے تو قرب وجوار کے دیہات والوں پر شہر کی خبر پر عمل کرنا واجب ہو جاتا ہے جب ان کو اطلاع باوثوق ذرائع سے ہوتی ہو کہ یا تو منادی کرنے والے کے اعلان کی آواز پہنچے جو اعلان محکمہ کی جانب سے ہو، یا کوئی عادل شخص ان کے پاس آگیا ہو۔ یہاں تک کہ اگر انہوں نے توپ کی آواز سنی یا ڈھول کی آواز سنی یا ان کے علاوہ جو چیزیں غلبۂ ظن کی علامات ہو، تو صوم وافطار میں ان کیلئے عمل کرنا واجب ہے، پس ریڈیو کی خبر ان غلبۂ ظن کی علامات سے کس قیمت پر کم نہیں، بلکہ فی الحقیقت یہ حاکم کی جانب سے منادی کرنے کی نداء ہے اور یہ معتبر ہے (جیسا کہ عالمگیری کا حوالہ ذکر کیا کہ بادشاہ کے منادی کی خبر چاہے وہ فاسق ہو یا عادل معتبر ہے) اور جب پہلے زمانہ میں ریڈیو جیسی ایجادات نہیں ہوتی تھیں کہ وہ حاکم کے حکم کے پہنچانے کا وسیلہ بنیں تو صرف انہی ذرائع پر انحصار کیا گیا جو اس زمانہ میں تھیں علامہ شامیؒ نے منحة الخالق على البحر الرائق میں فرمایا کہ: انہوں نے ذکر نہیں کیا کہ ہمارے نزدیک عمل ظاہری علامات پر ہے جو کہ دلالت کرتی ہوں شہرت کے ثبوت پر، جیسا کہ

ہمارے زمانہ میں توپ چلانے کی آواز ہے، ظاہر یہ ہے کہ جو شخص شہر سے غائب ہو اور یہ آواز سنے تو بستی والوں کی طرح اس پر بھی عمل واجب ہے۔ جیسا کہ شہر کے ان لوگوں پر عمل واجب ہے جنہوں نے حاکم کو شہادت قبول کرتے ہوئے نہیں دیکھا۔ (اس فرع کو شوافع نے بھی ذکر کیا ہے، علامہ ابن حجرؒ نے تحفہ میں نقل کیا ہے کہ: وہ علامات جو ظاہراً دلالت کرتی ہوں اور عادةً وہ خلاف نہیں ہوتیں جیسا کہ میناروں پر لٹکی قندیلوں کا دیکھنا، تو اس سے حکم ثابت ہو جاتا ہے۔) اور رد المختار میں مذکور ہے:

میں کہتا ہوں کہ دیہات والوں پر توپ کی آواز سننے اور شہر کے میناروں پر چراغاں دیکھنے کی وجہ سے روزہ لازم ہے۔ اس لئے کہ یہ ظاہری علامت ہے جو غلبہ ظن کا فائدہ دیتی ہے، اور غلبہ ظن ایسی حجت ہے جو کہ موجب عمل ہے جیسا کہ فقہاء نے اس کی تصریح کی ہے۔ اور اگر کوئی یہ اعتراض کرے کہ ہوسکتا ہے کہ یہ "چراغاں وغیرہ" رمضان کے لئے نہ ہو؟ تو اس کا جواب یہ دیا کہ اس کا غیر رمضان کے لئے ہونے کا احتمال بعید ہے، اس لئے کہ ليلة الشك میں یہ عمل ثبوت رمضان ہی کے لئے کیا جاتا ہے چنانچہ اب اصل عبارت کی طرف توجہ فرمائیں: قلت: والظاهرأنه يلزمه أهل القرى الصوم بسماع المدافع، اوروية القناديل من المصر، لأ نه علامة ظاهرة تفيد غلبة الظن، وغلبةالظن حجة موجبة العمل "كماصرحوابه" واحتمال كون ذلك لغيررمضان بعيد إذلايفعل مثل ذلك عادة فى ليلة الشك إلالثبوت رمضان. ردالمحتار، كتاب الصوم، ج: ٢ ص: ٣٨٦، ايچ ايم سعيد كمپنى كراچى۔)

اور "عمدة المفتى والمستفتى" میں مذکور ہے کہ:

وہ علامات جو بہت سارے شہروں میں رمضان اور شوال کی پہلی رات کو پائی جاتی ہیں۔ جیسا کہ صوت المدافع، اور آگ وغیرہ جلانا۔ ان پر اعتماد کرنا، اور اس کے ذریعہ روزہ وغیرہ رکھنا واجب ہے اور بہت سارے آئمہ متاخرین نے اس کی تصرح کی ہے۔ اور اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ علامات علاماتِ قویہ ہیں جو کہ علم قطعی کا فائدہ دیتی ہیں، اور یہ علامات تو یہ خبر دیتی ہیں کہ فلاں شہر میں رویت ہو چکی ہے، اور قاضی کے ہاں رویت ثابت ہو چکی ہے، تو گویا کہ یہ "خبر مستفیض" کے درجہ تک پہنچ گئی ہیں چنانچہ اب اصل عبارت ملاحظہ فرمائیں:

الأ مارات المعتادة فى كثير من البلدان لدخول أول ليلة من رمضان، وشوال ألتى لا تختلف عادة يجب اعتماد ها، والصوم بها. كالمدافع والنّيران. صرّح به كثير من أئمتناالمتأخرين، وبه أفتى ابن عجيل، ولاشك فى كونهاأمارة قوية تو جب العلم القطعى الذى لا يبقى معه شك وفى كونها تفيدالعلم القطعى بحث ظاهر، مع أن الصوم لا يشترط فى ثبوته الوصول الى رتبة العلم، وإنما هذه الأمارات إخبار عن كون تلك البلدة رؤي فيها الهلال، ثبتت الرؤية عند قاضيها، وكأنه نزلها منزلة الأ ستفاضه (عمده المفتى والمستفتى، باب الصّوم، ج:١ ص: ٢١٠، مطبوعه طوق النّجاة۔)

(۶) : چاند دیکھنے میں دیہات والوں کا حکم:

چاند دیکھنے میں دیہات والوں کے حکم کے بارے میں فتاویٰ عالمگیری میں مذکور ہے کہ: ایسے دیہات میں جہاں پر نہ کوئی والی ہو اور نہ کوئی قاضی، وہاں اگر دو آدمیوں نے ہلال شوال کے بارے میں خبر دی (کہ ہم نے چاند دیکھ لیا) اس حال میں کہ آسمان پر بادل چھائے ہوئے تھے، تو وہاں لوگوں کا عید منانے میں کوئی حرج نہیں۔ عبارت یہ ہے:

إذاأخبر الرجلان فی هلال شوال فی السواد ،والسمآء متغیمة،ولیس فیه والٍ ولا قاضٍ فلا بأس للناس أن یفطروا، کذافی الزاهدی (عالمگیری ، ج: ۱ ص: ۱۹۸۔)

اور بحر الرائق میں مذکور ہے:

ومن رأی هلال رمضان فی الرستاق ولیس هناك والٍ وقاضٍ ،فأن کان ثقة یصوم الناس بقوله،وفی الفطران أخبرعد لان برؤیة الهلال لابأس بأن یفطروا (شرح البحر الرائق ج:۲ص:۴۶۴، مکتبه رشید یه کوئٹه).

اور فتاویٰ تاتارخانیہ میں مذکور ہے:

أمافی السواد إذارأی أحد هم هلال رمضان شهد فی مسجد قریة ،فعلی الناس أن یصوموابقوله بعد أن یکون عدلاً إذالم یکن هناك حاکم یشهد عنده ۔و فی الفتاوی القاضی : إذأخبررجلان برؤیةهلال شوال فی الرستاق(ای السواد والقری)والسمآء متغیمة ولیس هناك والٍ فلا بأس للناس أن یفطروا(فتاوی تاتار خانیة، کتاب الصوم،ج: ۲ ص: ۳۵۲)

(۷) : معتمد علیہ عالم کے فیصلہ کا اعتبار:

معتمد علیہ عالم کے فیصلہ کے بارے میں فتاویٰ مفتی محمود میں مذکور ہے: اگر ۲۸ رشعبان کو دو عادل شہادت کے معروف طریقہ سے رمضان کے چاند کی شہادت دیدیں، اور معتمد علیہ عالم اس کو معتبر سمجھتے ہوئے ثبوت رمضان کا فیصلہ کر دیں تو اس عالم کے حلقہ ولایت میں رمضان کا ثبوت ہو جائے گا، اور سمجھا جائے گا کہ شعبان کے اٹھائیس (۲۸) دن نہیں بلکہ انتیس دن پورے ہو چکے ہیں، لیکن اگر دوسرے گاؤں میں معتمد علیہ عالم کو شرعی وجوہ کی بنا پر یہ شہادت درست معلوم نہ ہو تو پہلے عالم کا فیصلہ اس پر حجت نہیں۔ باقی ثبوت رمضان شریف کیلئے ایک آدمی کی خبر بھی کافی ہے، بشرطیکہ اس کے صدق پر ظن غالب ہو۔ (فتاویٰ مفتی محمود، ج:۳ ص:۴۴۲)۔

اور فتاویٰ حقانیہ میں مذکور ہے:

یہی وجہ ہے کہ فقہائے مذاہب ثلاثہ بالاتفاق، اور مذہب شافعیہ کے بعض فقہاء، اور مذہب اہل حدیث، زیدیہ، ظاہریہ، وغیرہ کا اجماعی فیصلہ ہے کہ اختلاف مطالع کا کوئی اعتبار نہیں۔ اہلِ غرب کی رویت اہلِ شرق کے لئے قابل حجت ہے۔

لہذا رمضان یا عیدین کا چاند جب نظر آجائے تو قاضی وقت، ہلال کمیٹی، یا علاقے کے معتمد عالم دین کو چاہئے کہ وہ اس شہادت کو قبول کرکے اس کے مطابق روزہ، یا عیدین کا حکم صادر کرے۔ وہ حساب وکتاب یا کمپیوٹر کی اطلاع عدم احکام کو نہ دیکھے۔

علامہ ابن عابدینؒ فرماتے ہیں:

حتی لوأخبررجل عدل القاضی بمجیئ رمضان یقبل ویأمرالناس بالصوم "یعنی فی یوم الغیم" ولا یشترط لفظ الشھادة وشرائط القضاء وأیضاًقال:بأن المعمول به فی المسائل الثلاث ماشھدت به البینة،لأن الشھادة نزلھاالشارع منزلة الیقین وما قاله السبکی مردود، ردّہ علیه جماعة من المتأخرین ،ولیس فی العمل بالبینة مخالفة لصلاته ﷺ و وجه ما قلناه: أن الشارع لم یعتمد الحساب بل ألغاہ بالکلیة بقوله :

نحن امةأمیة لا نکتب ولا نحسب ،الشھر ھکذاوھکذاوقال ابن دقیق العیدالحساب لا یجوز الا عتمادعلیه أصلا (رد المختار ،کتاب الصوم، مطلب فی رویة الھلال ، ج: ۲ ص: ۳۸۷)

اس لئے کہ قاضی شرعی کو بدون وجہ شرعی کے کسی شہادت کو رد کرنے کا کوئی حق حاصل نہیں، بلکہ وہ شہادت کے حوالہ سے فیصلہ کرے گا،

(۲) اگرچہ قاضی شرعی کی موجودگی میں کسی دوسرے شخص کا فیصلہ عیدین ورمضان میں قابل قبول نہیں ہے احکام شرعی کے بارے میں صرف قاضی شرعی کا فیصلہ قابل قبول ہوگا،لما قال العلامة وھبة الزحیلی:رابعاً۔القیام علی شعائر الدین من أ ذان ،وإقامة صلوۃ الجماعة، والجماعة، والأعیاد ،وصیام،وحج۔

(الفقه الا سلامی وأدلته، باب الأمامة، ج:۴ ص:۷۰۰،مکتبه دارالفکر)

لیکن جہاں کہیں قاضی شرعی نہ ہو، یا وہ شرعی دلائل کی روشنی میں حکم صادر نہ کرتا ہو تو عیدین، ورمضان، وغیرہ عبادات کے قیام میں علاقے کا معتمد عالم دین قاضی شرعی کے قائم مقام ہوسکتا ہے۔ احسن الفتاویٰ میں ہے کہ: جہاں مسلم حاکم موجود نہ ہو یا وہ فیصلہ شرعی نہ کرسکتا ہو، وہاں اگرچہ جمیع معاملات میں تو عالم قاضی کے قائم مقام نہیں ہوسکتا، البتہ رؤیت ھلال وغیرہ بعض جزئیات میں اس کا فیصلہ حکمِ قاضی کے قائم مقام ہوجائے گا۔ (احسن الفتاویٰ، کتاب الصّوم ج:۴ ص:۴۶۶)

موجودہ ہلال کمیٹی کا اعلان اگرچہ قابل اعتبار ہے اس پر مسلمان عید ورمضان جیسے امور انجام دے سکتے ہیں، مگر اس علاوہ علماء کی کمیٹی یا ایک معتمد عالم دین بھی اس بات کا مجاز ہے کہ وہ شہادت یا دیگر اطلاعات کی بناء پر رمضان وعیدین کا فیصلہ کرسکے۔ یہ بھی قضاء قاضی کے قائم مقام ہے۔ اعلان رمضان وعیدین کا حق صرف ہلال کمیٹی کو حاصل نہیں۔ چنانچہ علامہ محمد یوسف بنوری فرماتے ہیں:

واعلم أن بلادالھند الیوم لیست فیھا حکومة إسلامیة،ولیس فیھا دارالقضاء للمسلمین فالحکم فی مثلھا ألصوم بأخبار ثقة،والفطر بقول ثقتین۔ ولا ینبغی لعلماء العصر من

المفتيين المشى على ماهو شأن قضاة دارالاسلام من الشهادةوغيرها۔(معارف السنن، كتاب الصوم ۔ج: ۵ ص: ۳۴۵)۔

اس لئے کہ ہلال کمیٹی دیگر تسامحات کے ساتھ ساتھ شہادت شرعی کو بھی اپنی مفروضہ رائے اور عدم رؤیت کے اعلان کے بعد قبول نہیں کرتی، اور شہادت کو کمپیوٹر کے حساب سے پرکھا جاتا ہے، جس کی شریعت اجازت نہیں دیتی، اس کے ساتھ قاضی شرعی کا حکم بھی تب نافذ ہوتا ہے جب وہ شریعت کے موافق ہو۔لہذا جب ایک علاقہ میں رویت چاند ہو جائے تو رویت جہاں بھی ہو ثبوت شرعی کے ساتھ ہونے پر ہلال کمیٹی، یا علاقے کا معتمد عالم دین روزہ، یا عیدین کا فیصلہ (اعلان) کر دے تو مسلمانوں کو چاہئے کہ وہ اس فیصلہ پر عمل کریں۔
(فتاوىٰ حقانيه ، ج: ۴ ص ۱۳۴۔۱۳۵۔۱۳۶۔)

فما لم يكن نظم المملكة بحسب قانون الشرع فى مسألة رؤية الهلال يؤخذ بقول عالم ثقة معتمدمرجع للعامةفى عامة المسائل. قال مولاناعبدالحى اللكهنوى فى عمدةالرعاية على شرح الوقاية و العالم الثقة فى بلدةلاحاكم فيهاقائم مقامه. (عمدةالرعايةعلى شرح الوقاية ، ج:۱ ص ۳۰۹ حاشيه نمبر:۱۳)

اور شامی میں مذکور ہے:

والبلدة التى لاوالى فيها ولا حاكم ،أوكان ولايحكم بحكم الشرع ولا يبالى به كماهو مشاهد فى زماننا۔(الفتاوىٰ مفتى محمود)۔قال الشامى :وفى الفتح إذالم يكن سلطان ولا من يجوز التقلدمنه كماهوفى بعض بلادالمسلمين غلب عليهم الكفاركقرطبة الآن ۔يجب على المسلمين ان يتقفواعلى واحد منهم۔(شامى ، ج:۴ ص:۳۶۹، ايچ ايم سعيد كمپنى)۔

(۸) : کیا مسلمان حکمران قضاۃ کے حکم میں ہے یا نہیں؟ اور کیا ان کا حکم مسلمانوں پر لازم ہے یا نہیں:

کیا مسلمان حکمران قضاۃ کے حکم میں ہے یا نہیں، اور کیا ان کا حکم مسلمانوں پر لازم ہے یا نہیں؟ تو اس بارے میں "زبدۃ المقال" میں مذکور ہے:

وأماالحكام المسلمون فى ديا رنا،ديارباكستان ،فكونهم فى حكم القضاة ،وكون حكمهم مما يلزم المسلمين أم لا ؟موقوف على النظرفى الأمور الثلاثة فبعد ذلك ينكشف الغطاء عن وجه المسألة،ويتضح الأمر .

الأول:هل المتغلب القاهرالذى مارتضاه ارباب الحل والعقد،تصح سلطنةويجوزالتقلدمنه؟

الثانى : هل الفاسق من أهل القضاء؟

ألثالث : هل الجهل بالأحكام الشرعية يفوت على المرأاهلية القضاء؟

أماالأ مرالأول:فاالاحاديث الكثيرة، وعبارات الفقهاء "رحمهم اللّه "تدل على أن الأصل وان كان فى الأمارة أن تكون بمشاورة أرباب الحل والعقد،لكن مع هذالواستولى أحد،وتولى أمور المسلمين بلامبايعةأحد من ذوى علم ورأى،يجب على المسلمين أن يطيعوه مالم يروافيه كفرأ بواحألهم عليه برهان ،ويتقلدوامنه الأعمال،و الولايات(وهكذافى الشامى ردالمحتار، باب الأمامة ،ج: ۱ ص: ۵۴۹،ايچ ايم سعيد كمپنى)

"وتصح سلطنة متغلب للضرورة"

أى من تولى بالقهروالغلبةبلا مبايعة أهل الحل والعقد. وقال صاحب الهداية:ويجوزالتقلد من السلطان الجائر كمايجوزمن العادل وقال صاحب الدرالمحتار:ويجوز التقلد من السلطان العادل والجائر ولو كان كافراً ."هامش الشامى ج : ۴ "والشاهدعلى هذاأن سادة الأمة من الصحابة و التابعين تقلد وا لعمالات من ملوك بنى أمية ،وحالهم لا يخفى على من طالع كتب التاريخ.فأن بعدالخلافة الراشدة قلمافاز المسلمون بأمام عادل ، ومع هذا لم يجوز أحدمنهم الخروج على أولئك المملوك ، وأطاعوهم ما استطاعوا فى معروف فلم .يكن ينبغى أن يعلم أن حكمهم واجب الامتثال على العامة مالم يكن مخلفاًللشرع، وتقلد القضاء منهم جائزاذا القضاة من القضاء بحق ، وأماإذالم يخلوهم وأنفسهم فى إنفاذالحق المبين فحاشامن الا طاعة فأنه لاطاعة لمخلوق فى معصية الخالق.قال صاحب الأشباه:أمرالسلطان ينفذ إذاوافق الشرع.وقال صاحب الهداية:إلاإذا كان لا يمكنه من القضاء بحق.قال فى الفتح فى شرح هذه العبارة إستثنآ ء من قوله:يجوز التقلد من السلطان الجائر،لأن المقصودلا يحصل من التقلد وهو ظاهر (كتاب القضاء) والأن فى مملكتناأن تولى الحكام المسلمون بعضاً من المسائل ،وحصل لهم التمكن من أن يحكموا فيها بقوانين الشريعة الغراء،فحكمهم هذا يصح و ينفذ.فأن القضاء يتخصصقال صاحب الدرالمختار:إن تولية القضاء تتخصص بالزمان ، والمكان، والشيخ (إلى أن قال) ولو نهاه عن سماع بعض المسائل لم ينفذ حكمه فيها.

وأماالأمرالثانى:.فعبارات الفقهاء الأ حناف دالةعلى أن العدالةفى القضاء شرط الأولوية ، لاشرط الجواز.(قال العلامة الشامى : بعدأن نقل قول من قول قال :إن الفاسق ليس بأهل للقضاء) أقول :لواعتبر هذا لا نسدباب القضاء،خصوصاً فى زماننا،فلذاكان ماجرى عليه المصنف

هو الأصح كما فی الخلاصة، وهو أصح الأقاويل كما فی العمادية نهر،وفی الفتح :والوجه تنفيذ قضاء كل من ولاه سلطان ذوشوكة وإن كان جاهلاً ،فاسقاً وهوظاهر المذهب عندنا. وحينئذ فيحكم بفتوى غيره وأما الأمرالثالث:.فعبارة الفتح المارة انفأتدل صريحاً على أن الجاهل يصح قضاؤه،و ينفذ حكمه وهو ظاهر المذهب فی الدر المختار، وينبغی أن يكون موثوقاً به فی عفافه،وعقله،وصلاحه،وفهمه،وعلمه بالسنة،والاثا، ووجوه الفقه،والأجتهاد، وشرط الولاية لتعذره على أنه يجوز خلو الزمن عنه عندالأكثر فصح تولية العامی ويحكم بفتوى غيره.فبعدا تضاحالأمور الثلاثة تبين أن الحكام الباكستانيين و ان كانوا جاهلين بالأحكام الشرعيةوكانواغيرعدول،فحكمهم نافذ إذا حكموابفتوى العالم الثقة فی ثبوت رؤية الهلال،وراعوافيه شروط الشهادةفی موضوعها،وصفات الشاهد والمخبرواذا حكموا بغير مشورة العلماء الثقات فلم ينفذ حكمهم،لأنه لايمكن لهم أن يراعوا فی الشهادة والأخبار جميع الشرئط لجهلهم،ولو سلم علمهم بشروط الشهادة فبقلة مبالا تهم بحقوق الشرع، وفقد عد التهم لا يسلكون مسلك الأحتياط،ولا يؤدون مافرض الله عليهم من التثبيت فی أمرالدين كماهو مشاهد من حالتهم ،والعالم الثقةمن يعلم الأحكام الشرعية، وبلغ فی ذلک مبلغا يعتمد علمآء العصر بفتوا،وكان متيقظاً غير غافل عن عرف أهل زمانه،وتفقه على أستاذ ماهر.

مذکورہ عبارت میں تین امورکوذکرکیا گیا ہے۔

(الاوّل) جس شخص نے زبردستی غلبہ حاصل کر کے حکومت پر قبضہ کیا ہو۔ارباب حل وعقد نے اس کو متعین نہ کیا ہو۔کیااس کی سلطنت صحیح اوراس سے کوئی عہدہ قبول کرنا جائز؟ (الثانی) کیافاسق اہل قضاء ہے؟ (الثالث) کیاشرعی امور سے جہالت آدمی سے قضاء کی اہلیت فوت کردیتا ہے؟

پہلا مسئلہ: کثیراحادیث اورفقہاء کی عبارت اس بات پردال ہیں کہ امارت میں قانون تو یہی ہے کہ امارۃ کاانعقادارباب حل وعقد کے مشورہ سے ہو،تاہم اگرکوئی زبردستی قبضہ کرکے بغیراہل علم اوراہل الرائے کی بیعت کے مسلمانوں کے امور کا ذمہ داربن گیاتو مسلمانوں پراس کی اطاعت اس وقت تک واجب ہے جب تک اس میں ظاہری کفرنہ دیکھ لیں جس پران کے پاس دلیل بھی ہو،اس سے گورنری اوردوسرے حکومتی عہدے قبول کرنا جائز ہے،علامہ شامیؒ نے ردالمحتار ج باب الامامة میں فرمایا کہ:ضرورت کی وجہ سے زبردستی قبضہ کرنے والے کی سلطنت صحیح ہے۔یعنی جوشخص زبردستی بغیراہل حل وعقد کے مشورے اوربیعت کے حکومت پرقبضہ کرلے۔

صاحب ہدایہ نے لکھا ہے کہ: سلطان جائر وعادل سے حکومتی ذمہ داری قبول کرنا جائز ہے، اگرچہ کافر ہو۔
دلیل اس پر یہ ہے کہ صحابہ، تابعین، اور اکابرین امت نے بنوامیہ کے بادشاہوں سے عہدے قبول کئے جبکہ ان کی حالت کتب تاریخ کے مطالعہ کرنے والوں پر مخفی نہیں۔ خلفاء راشدین کے بعد عادل سربراہ مسلمانوں کو بہت کم نصیب ہوئے۔
اس کے باوجود بھی ان بادشاہوں کے خلاف خروج کو کسی نے جائز نہیں کہا، اور حتیٰ الامکان معروف میں ان کی اطاعت کی۔ یہ بات جان لینا بھی ضروری ہے کہ ان کے حکم کی تعمیل عام لوگوں پر اس وقت واجب ہے جب ان کا حکم شریعت کے مخالف نہ ہو، اور ان سے قضاء کا عہدہ قبول کرنا اس وقت جائز ہے جب قضاۃ کو اس بات پر قدرت ہو کہ وہ حق کے مطابق فیصلہ کر سکتے ہو، اور اگر وہ ان کو حق کے نفاذ کیلئے نہ چھوڑتے ہو پھر ان کی اطاعت سے اجتناب ہی لازم ہے، اس لئے کہ مخلوق کی اطاعت خالق کی ناراضگی کے مقابلہ میں جائز نہیں، الاشباہ والنصائر والے نے کہا کہ بادشاہ کا حکم اس وقت نافذ ہوتا ہے جب وہ شریعت کے موافق ہو، صاحب ہدایہ نے کہا اس صورت میں جائز نہیں جب اس کو حق کے مطابق فیصلہ کرنے کا حق نہ دے اور صاحب درمختار نے کہا ہے کہ: قضا کا عہدہ قبول کرنا زمان، مکان اور شخص کے ساتھ خاص ہے اور اگر وہ بعض مسائل سے منع کرے تو اس کا حکم نافذ نہ ہوگا۔

دوسرا مسئلہ: ۔فقہاء احناف کی عبارات اس پر دال ہیں کہ قضاء میں عدالت شرط اولویت (یعنی فوقیت والی شرط ہے) شرط جواز نہیں۔
علامہ شامی ان لوگوں کے اس قول کو نقل کرنے کے بعد جنہوں نے یہ کہا ہے کہ فاسق آدمی قضاء کا اہل نہیں۔ فرماتے ہے کہ اگر اس کا اعتبار کرلیا گیا تو قضاء کا دروازہ ہی بند ہو جائے گا۔ خصوصاً ہمارے زمانہ میں بھی اسی طرح ہے اور یہی صحیح قول ہے، اسی طرح عمادیہ میں ہے، اور فتح میں ہے۔ وجہ یہ ہے کہ جس کو صاحب شوکت بادشاہ نے ولایت دی ہو۔ اگرچہ وہ جاہل فاسق ہو اس کی قضاء نافذ ہو جائے گی۔
ظاہر مذہب ہمارے نزدیک یہی ہے اور اس وقت فتویٰ دوسرے کے قول پر دیا جائے گا۔

تیسرا مسئلہ: ۔فتح القدیر کی جو عبارات ابھی گزری ہے وہ صریح دلالت کرتی ہے کہ جاہل کی قضاء صحیح اور اس کا حکم نافذ ہے، اور یہی ظاہر مذہب ہے۔ امور ثلاثہ کی توضیح سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ پاکستانی حکام اگرچہ احکام شرعیہ سے جاہل ہوتے ہیں، اور غیر عادل بھی ہوتے ہیں، ان کا حکم اس شرط پر نافذ ہوگا جب وہ رویت ہلال میں شروط شہادت کی رعایت، اس کی جگہ پر خبر دینے والے، اور شاہد کے شرائط کی رعایت رکھیں اور اگر وہ فیصلہ بغیر علماء کے مشورہ کے کریں تو انکا حکم نافذ نہ ہوگا۔ اس لئے کہ یہ ممکن نہیں ہوگا کہ اپنی جہالت کی وجہ سے وہ اخبار وشہادۃ میں تمام شرائط کی رعایت رکھ سکیں، اور اگر شروط شہادت سے متعلق ان کے علم کو تسلیم کر بھی لیا جائے تو عدالت کے فقدان، اور حقوق شرع سے بے اعتنائی برتنے کی وجہ سے وہ مسلک احتیاط پر نہیں چل سکتے، اور امر دین کے قائم کرنے کا جو فریضہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ان کے ذمہ کیا ہے اس کو ادا نہیں کر سکتے جیسا کہ روز مرہ اس کا مشاہدہ ہے۔ اور ثقہ عالم وہ ہوتا ہے جو احکام شرعیہ کو جانتا ہو، اور اس میں وہ اس درجہ تک پہنچا ہو کہ اس کے زمانے کے علماء اس کے فتوی پر اعتماد کرتے ہو، اور وہ بیدار ہو یعنی اہل زمانہ کے

عرف سے بھی غافل نہ ہو، اور اس نے ماہر استاد سے فقہ حاصل کی ہو۔

وصلّى الله تعالىٰ علىٰ خير خلقه محمّد وآله وأصحابه أجمعين،

أللّهم صل وسلم على سيدنا محمّدفى الاولين،

وصلّ وسلّم على سيدنا محمّد فى الآ خرين،

وصلّ وسلم وبارك على سيدنا محمد فى كل وقت وحين،

وصلّ وسلم وبارك على سيدنا محمد فى الملأ الأعلىٰ الى يوم الدين ،

وسلام على المرسلين ،والحمدللّٰه ربّ العلمين.

(١) :۔صحيح البخارى

لأميرا لمؤمنين فى الحديث محمد بن اسماعيل البخارى "قديمى كتب خانه كراچى"

(٢) :۔ ألصحيح لمسلم:۔

للأمام أبى الحسين مسلم بن الحجاج بن مسلم ألقشيرى "قديمى كتب خانه"

(٣) سُنن الترمذى :۔

للأماالعلام أبى عيسى محمد بن عيسى بن سورة الترمذى "قديمى كتب خانه،ايچ ايم سعيد

(٤) سمنن أبى داؤد :۔

للأمام سيلمان بن الأسعث أبى داؤد ألسجستانى۔"مكتبه حقانيه ملتان"

(٥) مشكوٰة المصابيح :۔ "قديمى كتب خانه"

(٦)فتح البارى :۔

لأمام الحافظ أحمد بن على بن حجرأالعسقلانىؒ رئاسة إداراة البحوث العلمية والأرشاد "أسعودية"

(٧) معارف السّنن :۔

للعلامة ۔ألمحدث ،ألفقيه،محمد يوسف البنورى ألحسنىؒ۔ "ألمكتبة البنوية كراتشى"

(٨) فتح الملهم:۔

للأمام العلامة شبيرأحمد العثمانىؒ۔مكتبه دارالعلوم كراتشى"

(٩) مظاهر حق جديد :۔

للعلامة نواب محمّد قطب الدين ألدهلوى" دارالأشاعت كراتشى"

(١٠) ألدرالمنضود على سنن أبى داؤد :.

للأمام ألشيخ محمّد عاقل ،صدر المدرسين مظاهر علوم "مكتبة الشيخ كراتشى"

(١١) زوائد السّنن :.

صالح أحمد الشامى "داراقلم دمشق"

(١٢) شرح شرح نخبة الفكر فى مصطلحات أهل الأثر:.

للأمام ألمحدث على بن سلطان محمّد ألهروى ،ألقارى "قديمى كتبه خانه"

(١٣) كشف المشكل:.

للأمام إبن الجوزى على صحيح البخارى "دارالكتب العلمية بيروت"

(١٤) ألدُر المختار :.

للأمام ألشيخ علاء الدين محمّد بن على الحصكفي "ايچ ايم سعيد كمپنى"

(١٥) ردُالمحتار ألمعروف بفتاوى الشامى :..

محمّد علاء الدين بن السيد محمد أمين إبن السيد عمر عابدين ألشامى "ايچ ايم سعيد"

(١٦) ألهدايه:..

لشيخ الاسلام برهان الدين أبى الحسن على بن بكر الفرغانى المرغينانى "مكتبه شركت علمية"

(١٧)بدائع الصنائع :..

للأمام علاء الدين أبى بكر بن سعود ألكا سانى ،ألحنفى "دارأحياء التراث العربى بيروت"

(١٨) نيل الأوطارشرح منتقى الأخبار :..

للأمام ألمجتهد محمد بن على بن محمد ألشوكانى "شركت مكتبة مصطفى ألبابى ألحلبى بمصر"

(١٩) ألمحيط البرهانى فى الفقة النعمانى :..

للعلامة محمود بن أحمد بن عبدالعزيز عمر بن مارة البخارى "ألمكتبة الغفارية كوئته"

(٢٠) فتح القدير :..

للأمام ألشيخ كمال الدين محمد بن عبدالواحد ألسيوسسى ،ثم الأ سكندرى ،ألمعروف بأبن الهمام "ألطبعة الأولى بالمطبعة الكبرى الأميرية ببولاق مصر".

(٢١) أبحرالرائق :..

للعلامة زين الدين إبن نجيم ألحنفى رحمه اللّٰه تعالى ."ألمكتبة الرشيدية كوئته"

(٢٢) تبيين الحقائق :..
للأ مام فخرالدين عثمان بن على ألزيلعى ألحنفى "ايچ ايم سعيد كمپنى"
(٢٣) ألفقه الأسلامى وأدلته:..
الاستاذألدكتور وهبة الذ حيلى "دارالفكر"
(٢٤) تيسير مصطلح الحديث :..
للدّكتور محمود الطحّان "قديمى كتب خانه كراتشى"
(٢٥) ألمبسوط :..
للأمام أبى عبدالله محمد بن الحسن ألشيبانى "إدارة القران والعلوم الا سلامية كرتشى"
(٢٦) ألفقه الحنفى وأدله :..
للشيخ سعد محمد سعيد ألصاغرجي "دارالكلم الطيب بيروت"
(٢٧) ألمهذب فى علم أصول فقه المقارن:..
للأستاد ألدكتور عبدالكريم بن على بن محمدألنملة "مكتبة ألرُشد ألرياض"
(٢٨) ألمتانةفى مرمة الخزانة:..
للأمام محمد جعفرابن العلامة عبدالكريما ألشهير بميران بن يعقوب ألبوبكانى ألسند "مكتبة لجنة إحياء الأدب ألسندى بكراتشى"
(٢٩) ألنهر الفائق شرح كنزالدّقائق:..
للأمام سراج الدّين عمربن ابراهيم ابن نجيم الحنفى ."دارالكتب العلمية بيروت"
(٣٠) مجمع الأنهر شرح ملتقى الأبحر :..
للفقيه عبد الرحمن بن الشيخ محمد بن سليمان ألمعروف بدامادافندى "دارالباعة العامرة"
(٣١) بداية المجتهد ونهاية المقتصد:..
للأمام ألقاضى أبى الوليد محمد بن أحمد بن رشد ألقابى الأندلسى "دارالكتب العلمية بروت"
(٣٢) جامع الفقه
للأمام ابن قيم ألجوزى "دارالوفاء"
(٣٣) ألفقه ا لنافع:..
للأمام ناصرالدين أبى القاسم محمد بن يوسف ألسلم قندى "مكتبه العبيكان رياض"
(٣٤) ألبيان فى فقه الأمامالشافعى:..

للأمام يحي ابن أبيالخير بن سالم ألعمراني "دارالكتب العلمية بروت"

(۳۵) ألتجنيس والمزيد :۔

لثيخ الاسلام برهان الدين أبى الحسن على بن أبى بكر الفرغانى المرغينانى"

(۳۶) ألبناية:۔

للأمام أبى محمد محمود بن أحمد ألعينى "مكتبه دارالفكر"

(۳۷) منحةالخالق على البحراالرائق :۔

للعلامة ألشيخ محمد أمين عابدين بن عبدالعزيز المعروف بابن عابدين ألدمشقى "مكتبة الرشيد يه"

(۳۸) عمدةالرعاية على شرح الوقاية :۔

لمولانا عبدالحى أللكهنوى "مكتبة امداديه ملتان"

(۳۹) حاشية الحاوى :۔

للعلامة ألسيد أحمد الطحطاوى ألحنفى "قديمى كتب خانه"

(۴۰) حلية العلماء فى معرفة مذاهب الفقهاء:۔

للأمام سيف الدين أبى بكر محمد بن أحمد الشاشى ،ألقفال "مكتبة الرسالة الحديثية"

(۴۱) موسوعة فقه عبدالله بن عمرؓ:۔

للدكتور محمد دوّاس قلعه جى "دارالنغئس بروت"

(۴۲) جواهر الفقه :۔

لمولانا مفتى أعظم باكستان محمد شفيع الديوبندى "مكتبةدارالعلوم كراتشى"

(۴۳) مختصر اختلاف العلمآء:۔

للامام أبى جعفر أحمد بن محمد بنسلامة ألحاوى "دارالبشائرالاسلامية"

(۴۴)روضة الطالبين :۔

للأمام أبى زكر يايحي بن شرف أنووى ا ألدمشقى .

(۴۵) معين الحكام :۔

للشيخ الأمام علاء الدين أبى الحسن على بن خليل الطر ابلسى الحنفى "حاجى عبدالغفار قندهار"

(۴۶) زبيدة المقال فى رؤية الهلال :۔

من إفادات العلماء

(٤٧) الأتماموالأكمال فى رؤية الهلال :..

من إفادات شيخ الحديث ألشهيد المفتى نظام الدين شامزئى .

(٤٨) ألفتاوىٰ ألتاتار خانية :...

للعلامة عالم بن العلاء الأنصاري الاندريتى "ادارةالقران والعلوم الاسلامية كراتشى "

(٤٩) ألفتاوىٰ ألولوالجية :..

الأمام أبى الفت ظهيرالدين عبدالرشيد ألبخارى "المكتبة الرشيدية كوئته

(٥١) فتاوىٰ أركان الاسلام:...

لفضيلةالشيخ محمد بن صالح ألعيثمين "دارالثر يا للنشر"

(٥٢) فتاوىٰ هنديه :..

للأمام فخرالدين حسن بن من٢ر الأوز جندى الفرغانى الحنفى .

(٥٣) عمدة المفتى والمستقتى :..

للعلامة جمال الدين محمد بن عبدالرحمٰن بن حسن الأهل "دارو النجاة "

(٥٤) فتاوىٰ واحدى :..

للعلامة عبدالواحد سيو ستانى "بسعى حاجى محمد قاسم قندهار أفغانستان "

(٥٥) عزيز الفتاوىٰ :..

لمولانا ألمفتى عزيز الرحمٰن "دارالأشاعت كراتشى "

(٥٦) خير الفتاوىٰ :..

لمولا نا خير محمد جالندهرىؒ "بأهتمام جامعه خيرالمدارس ملتان "

(٥٧) فتاوىٰ مفتى محمود :...

لمفكرالأ سلام البمفتى محمود

(٥٨) فتاوىٰ خانيه :..

(٥٩) فتاوىٰ محمود يه:..

لمولانا المفتى محمود حسن جنجوهى "كتب خانه مظهرى "

(٦٠) أحسن الفتاوىٰ :...

لمولانا المفتى رشيد أحمد لُد هيانوى 'ايچ ايم سعيد "

(۲۱) إمد اد الفتاوی :..

من إفادات حکیم الأمة أشرف علی ألتهانوی "مکتبةدارالعلوم کراتشی "

(۲۲) کفایت المفتی:...

لمؤ لانا المفتی کفایت اللّٰه ألدهلوی "دارالأشاعت کراتشی"

(۲۳) فتاوی حقانیه :...

لمولانا شیخ الحدیث عبدالحق "جامعه دارالعلوم حقانیه "

(۲۵) اسلامی ممالک اور قمری مهینوں میں یکسانیت :..

غلام مجتبیٰ سلیم "

(۲۲) رویت هلال کا مسئله ، عصر حاضر کے وسائل اور ترقیات کی روشنی میں :...

"مولانا بُرهان الّدین سنمهلی "

(۲۷) ماهنامه بیّنات:...

أز طرف جامعه العلوم الاسلامیه علامه محمد یوسف بنوری ٹاؤن کراتشی۔

نرخنامه برائے اشتهارات

بین الاقوامی معیار کا تحقیقی سہ ماہی مجلّہ

"المباحث الاسلامیة"(اردو)

Ret List for Advertisement

Quarterly International Magazine ALMABAHIS-AL-ISLAMIA

(1) آخر صفحہ رنگین........4000روپے (2)اندورن آخر صفحہ رنگین.......3000روپے

(3)اندرون صفحہ اول رنگین.........3,000روپے (4)مکمل صفحہ سادہ.........1500روپے

(5)آدھا صفحہ سادہ.........1000روپے (6)ایک تہائی صفحہ سادہ.......500روپے

یہ پاکستان اور دنیا بھر کے لائبریریوں کا واحد منتخب اسلامی تحقیقی مجلّہ ہے۔

اپنے کاروبار کی تشہیر کے لئے سہ ماہی مجلّہ ۔" المباحث الاسلامیہ"(اردو) میں اشتہار دے کر ہم خرما وہم ثواب کے مصداق بنیں۔

برائے رابطہ: دفتر جدید فقہی تحقیقات، جامعہ المرکز الاسلامی پاکستان بنوں فون:0928-331353،فیکس:331355

ای میل almarkazulislami@maktoob.com